B.A, Part-2 URDU (MB)

Paper- (Poetry)

Topic: Mirza Ghalib

Note by:

Dr. Masroor Haidri,

Department of Urdu,

J.K College, Biraul, Darbhanga.

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

مرزا غالبؔ 27 دسمبر 1797ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ان کا پورا نام مرزا اسداللہ خان تھا۔غالبؔ اردو زبان کے سب سے بڑے اور مستند شاعر ہیں۔غالبؔ کے آباواجداد میں ان کے دادا مرزا قُوقان بیگ سمرقند سے ہجرت کر کے مغل شہنشاہ احمد شاہ بہادر کے عہدِ حکومت میں 1748ء کے آس پاس ہندوستان آکر آباد ہوئے۔غالبؔ کا خاندان حسب ونسب کے اعتبار سے ترک مغل تھا۔غالبؔ کے دادا مرزا قُوقان بیگ ہندوستان آنے کے بعد چند دن لاہور میں مقیم رہے۔اس کے بعد دہلی میں شاہی ملازمت اِختیار کرلی۔کچھ عرصے بعد یہاں سے استفادہ دے کر مہاراجا جے پور کی ملازمت قبول کرلی اور آگرہ میں سکونت اِختیار کی۔ 1796ء میں غالبؔ کے والد مرزا عبداللہ بیگ خان کا نکاح آگرہ کے ایک فوجی افسر خواجہ غلام حسین خان کی بیٹی عزت النساء بیگم سے ہوا۔آگرہ میں ہی اِن دونوں سے غالبؔ پیدا ہوئے۔غالبؔ کے والد مرزا عبداللہ بیگ خان ریاست الور میں ملازم تھے اور وہاں 1802ء میں راج گڑھ کے مقام پر ایک جنگ میں مارے گئے۔اس کے بعد غالبؔ کی پرورش ان کے چچا نصراللہ بیگ نے کی۔

غالبؔ نے شعروشاعری کا آغاز 1807ء سے کیا۔پہلے تخلص اسدؔ لکھتے تھے لیکن بعد میں اُنہوں نے اپنا تخلص بدل غالبؔ اختیار کرلیا۔غالبؔ کے بارے میں عبادت بریلوی لکھتے ہیں،’’غالبؔ زبان اور لہجے کے چابک دست فنکار ہیں۔اردو کے روزمرہ اور محاورے کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس کی سادگی دل میں اتر جاتی ہے۔‘‘، غالبؔ کی عظمت کا راز صرف ان کی شاعری کے حسن اور بیان کی خوبی نہیں بلکہ ان کا اصل کمال یہ ہے کہ وہ زندگی کے حقائق اور

انسانی نفسیات کو گہرائی میں جا کر سمجھتے تھے اور بڑی سادگی سے عام لوگوں کے لیے بیان کر دیتے تھے۔

عبدالرحمان بجنوری غالبؔ کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ہندوستان کی الہامی کتابیں دو ہیں ''وید مقدس'' اور ''دیوان غالب''۔ اردو شعر و ادب میں مرزا غالبؔ کی حیثیت ایک درخشاں ستارے کی سی ہے۔ انہوں نے اردو شاعری میں ایک بام عروج عطا کیا۔ نئے نئے موضوعات سے مالا مال کیا اور اس میں ایک انقلابی لہر دوڑا دی۔ ان کی شاعری میں فلسفیانہ خیالات جا بجا ملتے ہیں۔ انہوں نے زندگی کو اپنے طور پر سمجھنے کی بھرپور کوشش کی اور ان کے تخیُّل کی بلندی اور شوخیِ فکر کا راز اس میں ہے کہ وہ انسانی زندگی کے نشیب و فراز کو شِدّت سے محسوس کرتے ہیں۔

غالبؔ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ اس کے بنیادی معاملات و مسائل پر غور و فکر کرتے ہیں۔ اس کی ان گنت گتھیوں کو سلجھا دیتے ہیں۔ غالبؔ نے پیچیدہ مسائل کے اظہار میں عموماً فارسی ترکیبوں سے کام لیا ہے اور سنجیدہ مضامین کے لیے الفاظ کا انتخاب بھی اسی مناسبت سے کیا ہے۔ لیکن سیدھے سادے اور ہلکے پھلکے مضامین کو غالبؔ نے فارسی کا سہارا لیے بغیر رواں دواں اور سلیس اردو میں پیش کیا ہے۔۔ مشکل الفاظ و تراکیب کے ساتھ ساتھ غالبؔ کے ہاں آسان زبان بھی موجود ہے۔ زبان کی سادگی ان کے اشعار کو مزید خوبصورتی عطا کرتی ہے۔
اس سلسلے میں درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

غالبؔ کے یہاں تخیل کی پرواز ی، معنی آفرینی اور فلسفیانہ انداز بیان حاوی ہے۔ ان کا یہ وصف ان کے ہم عصر یا بعد کے شعراء میں بالکل نظر نہیں آتا۔ کسی بات کو اس انداز اور سلیقے سے کہتے ہیں کہ سننے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا
سنہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

ان کے دیکھے سے چہرے پہ آ جاتی ہے رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

غالبؔ کی پوری زندگی تکالیف اور درد والم سے لبریز ہے، زندگی میں لازوال غم ہے، مگر ان کی شوخ طبیعت ہے کہ ان سے بھی وہ لطف اندوز ہوتے ہیں، کہیں کہیں وہ بیحد سنجیدہ بھی ہیں، کبھی کبھی اپنی ذات پر قہقہے لگاتے ہیں، ان کے کلام میں شوخی اور طنز و مزاح کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے، وہ سب کو نشانہ بناتے ہیں زاہد، ملا، امام، فرشتے، حوریں اور بہشت سب پر نشانہ سادھتے ہیں، مثلاً یہ شعر دیکھئے۔

کہاں میخانے کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ
پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

غالبؔ اردو شاعری کے سب سے اہم شاعر اور پہلو دار شخصیت کے مالک تھے جنہوں اردو شاعری کو درج کمال تک پہنچایا، شاعری میں مختلف موضوعات کو برتا اور اس میں جدت پیدا کی، غالبؔ کی عظمت اور ان کی شاعری کا اعتراف ہر خواص و عام کو ہے، ان کی شخصیت اور فن پر مختلف زبانوں میں ہزاروں کتابیں تصنیف کی جا چکی ہیں اور سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

☆☆☆